ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 409

Program: B.A

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کورس: اقتصادی و تجارتی جغرافیہ (409) • سطح: بی۔اے۔ (بیچلر)

سمسٹر: خزاں 2026

امتحانی مشق نمبر 2 (یونٹ 5 تا 8)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: 40

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

(مطالعہ و حوالہ کے لیے)

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹس غور سے پڑھیں، تصورات کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر اسائنمنٹ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔ کسی بھی گائیڈ کو ہو بہو نقل کرنا مناسب نہیں؛ اصل کامیابی سمجھ کر اپنے انداز میں لکھنے میں ہے۔

سوال نمبر 1: مختصر جوابات (20 نمبر)

سوال نمبر 1: مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کریں: (1) ربڑ کی مختلف اقسام کے نام لکھیں۔ (2) چائے کی عالمی تجارت میں ایشیا کی اہمیت بیان کریں۔ (3) کافی کی کاشت کے لیے درجہ حرارت کی حد کیا ہے؟ (4) پاکستان میں تمباکو کی صنعت کی اہمیت لکھیں۔ (5) آم کو پھلوں کا بادشاہ کیوں کہا جاتا ہے؟ (6) انگور کی عالمی تجارت کے دو بڑے ممالک لکھیں۔ (7) جنگلات کے ضیاع کے دو اسباب بیان کریں۔ (8) معتدل خطے کے جنگلات کی ایک خصوصیت لکھیں۔ (9) گیاہستان میں خانہ بدوش گلہ بانی سے کیا مراد ہے؟ (10) پاکستان میں گلہ بانی کے اہم علاقے کون سے ہیں؟

تعارف

یونٹ پانچ تا آٹھ میں زرعی و جنگلاتی پیداوار اور گلہ بانی کا مطالعہ کیا گیا ہے۔ یہ دس مختصر سوالات انہی یونٹس کے اہم تصورات کا جائزہ ہیں: ربڑ، چائے، کافی اور تمباکو جیسی نقد آور فصلیں، آم اور انگور جیسے پھل، جنگلات اور ان کا ضیاع، اور چراگاہوں سے جڑی گلہ بانی۔ ہر جواب مختصر مگر مکمل رکھا گیا ہے تاکہ اصل نکتہ، وجہ اور مثال تینوں واضح ہو

جائیں۔ یہ فصلیں اور سرگرمیاں محض مقامی پیداوار نہیں بلکہ عالمی تجارت کی اہم اشیا ہیں؛ چائے اور کافی اربوں ڈالر کی عالمی منڈی رکھتے ہیں، ربڑ ٹائر صنعت کی بنیاد ہے اور گلہ بانی کروڑوں لوگوں کے روزگار اور خوراک سے جڑی ہے۔ اس لیے ان سوالات کا فہم اگلے تفصیلی سوالات کی بنیاد بھی ہے۔

مختصر جوابات

- 1۔ ربڑ کی اقسام: ربڑ کی دو بڑی اقسام ہیں: (الف) قدرتی ربڑ جو ربڑ کے درخت (ہیویا) کے دودھیا رس یعنی لیٹیکس سے حاصل ہوتا ہے اور ملائیشیا، انڈونیشیا، تھائی لینڈ اور بھارت میں وافر پیدا ہوتا ہے؛ (ب) مصنوعی ربڑ جو پٹرولیم سے کیمیائی عمل کے ذریعے تیار کیا جاتا ہے اور امریکہ، جرمنی اور جاپان جیسے صنعتی ممالک میں بنتا ہے۔ اس کے علاوہ جنگلی ربڑ اور گوٹا پرچا جیسی معمولی اقسام بھی ادب میں بیان ہوتی ہیں، مگر تجارتی اہمیت قدرتی اور مصنوعی ربڑ ہی کی ہے۔ قدرتی ربڑ لچک اور مضبوطی میں بہتر سمجھا جاتا ہے جب کہ مصنوعی ربڑ سستا اور یکساں معیار کا ہوتا ہے۔

- 2۔ چائے کی تجارت میں ایشیا کی اہمیت: دنیا کی چائے کی پیداوار اور برآمد کا مرکز ایشیا ہے۔ چین اور بھارت پیداوار میں سرفہرست ہیں، جب کہ سری لنکا اور کینیا (افریقہ) برآمد میں نمایاں ہیں؛ ایشیا میں بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور ویت نام بھی اہم ہیں۔ مرطوب آب و ہوا، ڈھلوانی زمین اور سستی مزدوری ایشیا کو قدرتی برتری دیتی ہے، اور دنیا کی طلب کا بڑا حصہ یہیں سے پورا ہوتا ہے، اس لیے قیمتوں اور تجارت کی سمت پر ایشیائی پیداوار کا گہرا اثر پڑتا ہے۔

- 3۔ کافی کے لیے درجہ حرارت: کافی کی کاشت کے لیے اوسط درجہ حرارت تقریباً پندرہ سے پچیس درجے سینٹی گریڈ (عام درسی کتب میں 17 تا 27 درجے تک بھی لکھا جاتا ہے) موزوں سمجھا جاتا ہے۔ کافی کا پودا پالے اور سخت گرمی دونوں سے متاثر ہوتا ہے، اس لیے استوائی خطے کے بلند و بالا علاقے جہاں گرمی معتدل رہتی ہے، کافی کے لیے مثالی ہیں۔ مناسب بارش اور سایہ دار ماحول بھی ضروری ہے۔

- 4۔ پاکستان میں تمباکو کی صنعت کی اہمیت: تمباکو خیبر پختونخوا (خصوصاً صوابی، مردان، چارسدہ) کی اہم نقد آور فصل ہے۔ اس سے سگریٹ سازی کی بڑی صنعتیں وابستہ ہیں، حکومت کو ایکسائز ڈیوٹی کی صورت میں بھاری آمدنی ملتی ہے، ہزاروں کاشتکار خاندانوں کا روزگار جڑا ہے اور تمباکو و سگریٹ کی برآمد سے زرمبادلہ بھی حاصل ہوتا ہے۔ اسی لیے معاشی اہمیت کے باوجود صحت کے نقصانات کی وجہ سے اس کی حوصلہ شکنی کی بحث بھی جاری رہتی ہے۔

- 5۔ آم پھلوں کا بادشاہ کیوں ہے؟ آم کو اس کے بے مثال ذائقے، خوشبو، غذائیت اور اقسام کی کثرت کی وجہ سے پھلوں کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔ یہ وٹامن اے اور سی سے بھرپور ہوتا ہے، تازہ کھانے کے علاوہ اس سے جوس، اچار، مربہ اور دیگر مصنوعات بنتی ہیں، اس کی برآمدی قدر بھی زیادہ ہے اور جنوبی ایشیا کی ثقافت و ادب میں اسے خاص مقام حاصل ہے۔ پاکستان کے چونسہ، سندھڑی اور انور رٹول دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

- 6۔ انگور کی تجارت کے دو بڑے ممالک: انگور اور اس کی مصنوعات (کشمش اور مشروبات) کی عالمی تجارت میں اٹلی اور فرانس تاریخی طور پر بڑے ممالک ہیں؛ تازہ انگور کی تجارت میں چلی، امریکہ اور جنوبی افریقہ بھی نمایاں ہیں۔ درست جواب میں دو بڑے نام اٹلی اور اسپین یا فرانس لیے جاتے ہیں، کیونکہ بحیرہ روم کا خطہ انگور کی پیداوار و تجارت کا قدیم مرکز ہے۔

- 7۔ جنگلات کے ضیاع کے دو اسباب: (الف) زرعی زمین اور آبادی کی توسیع کے لیے جنگلات کی اندھا دھند کٹائی (ب) ایندھن، تعمیراتی لکڑی اور کاغذ کی صنعت کے لیے حد سے زیادہ استعمال، نیز جنگلاتی آگ اور غیر قانونی کٹائی بھی بڑے اسباب میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کان کنی، سڑکوں کی تعمیر اور حد سے زیادہ چرائی بھی جنگلات کو نقصان پہنچاتی ہے۔

- 8۔ معتدل خطے کے جنگلات کی خصوصیت: معتدل خطے کے جنگلات کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ یہاں کے درخت موسمی تبدیلی کے ساتھ ڈھل جاتے ہیں؛ خزاں رسیدہ (پت جھڑ) جنگلات میں درخت سردیوں میں پتے گرا دیتے ہیں، جب کہ بلند علاقوں میں مخروطی درخت پائے جاتے ہیں جن کی لکڑی نرم اور تجارتی طور پر مفید ہوتی ہے۔ ان جنگلات میں شاہ بلوط، صنوبر اور دیودار جیسی قیمتی اقسام ملتی ہیں۔

- 9۔ گیاہستان میں خانہ بدوش گلہ بانی سے مراد: گیاہستان یعنی گھاس کے میدانوں (سٹیپ) میں خانہ بدوش گلہ بانی سے مراد مویشی پالنے کا وہ روایتی نظام ہے جس میں گلہ بان اپنے ریوڑ (بھیڑ، بکری، گائے، اونٹ یا یاک) لے کر گھاس اور پانی کی تلاش میں ایک چراگاہ سے دوسری چراگاہ منتقل ہوتے رہتے ہیں اور مستقل گھر نہیں بناتے۔ وسط ایشیا کے قازق و کرغیز اور مشرقی افریقہ کے مسائی اس کی مشہور مثالیں ہیں۔

- 10۔ پاکستان میں گلہ بانی کے اہم علاقے: بلوچستان کے خشک و نیم خشک علاقے، تھرپارکر اور چولستان کے صحرائی خطے، پوٹھوہار، ڈیرہ جات، کوہستان اور شمالی پہاڑی علاقے (گلگت بلتستان و آزاد کشمیر کی وادیاں) گلہ بانی کے اہم علاقے ہیں۔ بلوچستان رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا خطہ ہے جہاں بھیڑ بکریاں بڑی تعداد میں پالی جاتی ہیں، جب کہ شمالی وادیوں میں موسم گرما کی اونچی چراگاہوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

نتیجہ

ان دس جوابات کا مجموعی نکتہ یہ ہے کہ زرعی جغرافیہ میں ہر فصل اور سرگرمی اپنے مخصوص آب وہوائی و معاشی حالات سے جڑی ہے۔ چائے و کافی مخصوص حرارتی حدود مانگتی ہیں، ربڑ استوائی مرطوب خطوں کا تحفہ ہے، جنگلات انسانی سرگرمیوں کے دباؤ میں ہیں اور گلہ بانی خشک و پہاڑی خطوں میں زندگی کا مرکزی ذریعہ ہے۔ انہی بنیادوں پر اگلے سوالات میں چائے، تمباکو، جنگلاتی پیداوار اور پاکستانی گلہ بانی کا تفصیلی مطالعہ کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 2: چائے کی عالمی پیداوار اور تجارت (20 نمبر)

سوال نمبر 2: چائے کی عالمی پیداوار اور تجارت پر تفصیلی مضمون تحریر کریں۔

تعارف

چائے دنیا میں پانی کے بعد سب سے زیادہ پیا جانے والا مشروب ہے اور اس کی کہانی چین سے شروع ہوتی ہے، جہاں ہزاروں سال پہلے اسے دوا اور پھر مشروب کے طور پر استعمال کیا گیا۔ انیسویں صدی میں انگریزوں نے بھارت اور سری لنکا میں بڑے باغات لگائے اور چائے واقعی عالمی جنس بن گئی۔ آج چائے صرف مشروب نہیں بلکہ لاکھوں کسانوں اور مزدوروں کے روزگار، کئی ممالک کی برآمدی آمدنی اور بین الاقوامی تجارت کا اہم حصہ ہے۔ چائے کا پودا ایک جھاڑی ہے جس کی نئی کونپلیں اور کلیاں توڑی جاتی ہیں؛ ہاتھ سے چنائی کی وجہ سے یہ فصل مزدور طلب ہے، اسی لیے اس کی جغرافیہ آب وہوا کے ساتھ ساتھ سستی محنت کی دستیابی سے بھی جڑی ہے۔ اس مضمون میں چائے کے لیے درکار حالات، بڑے پیداواری ممالک، تیاری کے مراحل اور عالمی تجارت کے نمونے کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔

چائے کی کاشت کے لیے درکار حالات

چائے کے لیے گرم و مرطوب آب و ہوا چاہیے۔ مناسب درجہ حرارت تقریباً بیس سے تیس درجے سینٹی گریڈ ہے، پودا پالے سے سخت متاثر ہوتا ہے۔ بارش سال بھر تقسیم شدہ اور وافر ہونی چاہیے، عموماً ایک سو پچاس سے تین سو سینٹی میٹر تک؛ لمبی خشکی نقصان دہ ہے۔ زمین کے لیے ڈھلوان موزوں ہے کیونکہ جڑوں میں پانی کھڑا ہونا چائے کے لیے مضر ہے، اسی لیے پہاڑی ڈھلوانیں مثالی سمجھی جاتی ہیں۔ مٹی ہلکی تیزابی، زرخیز اور نامیاتی مادے سے بھرپور ہونی چاہیے۔ چنائی اور دیکھ بھال کے لیے وافر اور نسبتاً سستی محنت درکار ہے، اور باغات کے قریب پراسیسنگ فیکٹری ضروری ہے کیونکہ تازہ پتے چوبیس گھنٹوں میں کارخانے تک نہ پہنچیں تو معیار خراب ہو جاتا ہے۔ یہی شرائط بتاتی ہیں کہ چائے کا نقشہ جنوبی و مشرقی ایشیا اور مشرقی افریقہ کے مرطوب پہاڑی خطوں پر کیوں مرکوز ہے۔

بڑے پیداواری ممالک

چین دنیا کا سب سے بڑا چائے پیدا کرنے والا ملک ہے اور سبز چائے سمیت کئی اقسام کا گھر ہے۔ بھارت دوسرا بڑا پروڈیوسر ہے؛ آسام کی مضبوط ذائقے والی چائے، دارجیلنگ کی خوشبودار چائے اور نیلگیری کی پیداوار عالمی شہرت رکھتی ہیں، اور بھارت خود بھی بہت بڑا صارف ہے۔ سری لنکا کی سیلون چائے معیار کی علامت سمجھی جاتی ہے اور ملکی برآمدات میں اس کا بڑا حصہ ہے۔ کینیا افریقہ کا سرفہرست ملک اور بڑا برآمد کنندہ ہے؛ اس کی چائے زیادہ تر مرکب (بلینڈ) میں استعمال ہوتی ہے۔ انڈونیشیا، ویت نام، بنگلہ دیش، جاپان، ترکی اور ارجنٹینا بھی نمایاں ہیں؛ ترکی کی خاص بات یہ ہے کہ اس کی زیادہ تر پیداوار ملک کے اندر ہی استعمال ہو جاتی ہے۔ پاکستان چائے کا بڑا درآمد کنندہ ہے؛ مقامی سطح پر ہزارہ و سوات کے کچھ علاقوں میں چائے کی کاشت کے تجربات اور محدود پیداوار موجود ہے، مگر طلب کے مقابلے میں یہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

جدول 1: چائے کے نمایاں ممالک اور ان کی خصوصیت

ملک	اہم علاقے / خصوصیت	تجارت میں کردار
چین	یونان، فوجیان؛ سبز و سیاہ چائے	سب سے بڑا پروڈیوسر
بھارت	آسام، دارجیلنگ، نیلگیری	بڑا پروڈیوسر و صارف، برآمد کنندہ
سری لنکا	کینڈی، نوارا ایلیا	معیاری سیلون چائے کا برآمد کنندہ

بڑا برآمد کنندہ	کیرچو کے پہاڑی علاقے	کینیا
علاقائی پروڈیوسر و صارف	سلہٹ، چٹاگانگ	بنگلہ دیش

تیاری اور اقسام

باغ سے توڑے گئے پتوں کو مرجھانے، رول کرنے، خمیر اٹھانے (تکسید) اور خشک کرنے کے مراحل سے گزارا جاتا ہے۔ خمیر کی حد کے اعتبار سے سیاہ چائے مکمل خمیر یافتہ، سبز چائے غیر خمیر یافتہ اور اولونگ نیم خمیر یافتہ ہوتی ہے۔ چائے کی درجہ بندی پتوں کے سائز اور ٹوٹی ہوئی حالت سے ہوتی ہے اور معیار کی جانچ چکھنے والے ماہرین کرتے ہیں۔ جدید دور میں سی ٹی سی طریقے نے چائے کی تھیلیوں کے لیے دانے دار چائے کی بڑی پیداوار ممکن بنائی ہے۔ معیار، خوشبو اور رنگ ہی وہ عوامل ہیں جو منڈی میں قیمت کا تعین کرتے ہیں، اس لیے برانڈنگ اور مرکب سازی بڑی کمپنیوں کے منافع کا اصل ذریعہ ہیں۔

عالمی تجارت کا نمونہ

چائے کی تجارت کا دلچسپ پہلو یہ ہے کہ بڑے پروڈیوسر ممالک خود بڑے صارف بھی ہیں؛ چین اور بھارت کی پیداوار کا بڑا حصہ اندرون ملک استعمال ہوتا ہے، اس لیے عالمی برآمدی منڈی میں سری لنکا اور کینیا جیسے ممالک کا وزن ان کی پیداوار سے بڑھ کر ہے۔ بڑے درآمد کنندہ ممالک میں روس، برطانیہ، پاکستان، امریکہ اور مشرق وسطیٰ کے ممالک شامل ہیں۔ برطانیہ کی تاریخی دلچسپی نے لندن کو چائے کی نیلامی اور مرکب سازی کا مرکز بنایا تھا، آج مومباسا (کینیا) اور کولمبو کی نیلامیاں بھی بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ پاکستان کے لیے چائے درآمدی بل کا مستقل اور بڑا حصہ ہے، اس لیے مقامی پیداوار بڑھانے اور کینیا سے براہ راست خرید کے معاہدوں پر وقتاً فوقتاً بحث ہوتی رہتی ہے۔ تجارت کے مسائل میں قیمتوں کا اتار چڑھاؤ، چھوٹے کاشتکاروں کو کم حصہ ملنا اور موسمیاتی تبدیلی سے پیداوار کے خطرے شامل ہیں، جن کے جواب میں منصفانہ تجارت اور تصدیق شدہ پائیدار چائے کی مانگ بڑھ رہی ہے۔

پاکستان اور چائے — درآمدی انحصار اور امکانات

پاکستان دنیا کے بڑے چائے درآمد کنندگان میں شامل ہے۔ یہاں فی کس کھپت خطے میں نمایاں ہے اور چائے روزمرہ مہمان نوازی کا لازمی حصہ ہونے کی وجہ سے اس کی طلب لچکدار نہیں؛ قیمت بڑھنے سے بھی کھپت کم نہیں ہوتی، جس کا بوجھ زرمبادلہ کے ذخائر پر پڑتا ہے۔ زیادہ تر چائے کینیا سے آتی ہے، اس کے علاوہ بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور دیگر ممالک سے بھی درآمد ہوتی ہے۔ مقامی پیداوار کے امکانات ہزارہ ڈویژن، مانسہرہ، سوات اور آزاد کشمیر کے مرطوب پہاڑی علاقوں میں آزمائے گئے ہیں جہاں آب و ہوا موزوں ہے۔ ماہرین کے مطابق اگر نجی سرمایہ کاری، چنائی کی تربیت اور پراسیسنگ سہولتیں فراہم کی جائیں اور درآمدی پتی کی جگہ آہستہ آہستہ مقامی پیداوار بڑھائی جائے تو درج ذیل فوائد حاصل ہو سکتے ہیں: قیمتی زرمبادلے کی بچت، پہاڑی علاقوں میں روزگار، اور ڈھلوانی زمین کے کٹاؤ میں کمی کیونکہ چائے کی جھاڑیاں مٹی کو باندھتی ہیں۔ البتہ کامیابی کے لیے طویل المدت پالیسی ضروری ہے، کیونکہ چائے کے باغ کو تجارتی پیداوار تک پہنچنے میں چند سال لگتے ہیں۔ یہ مثال بتاتی ہے کہ زرعی جغرافیہ کا درست استعمال قومی تجارتی پالیسی میں بھی رہنمائی کر سکتا ہے۔

نتیجہ

حاصل مضمون یہ ہے کہ چائے آب و ہوا، ڈھلوانی زمین اور انسانی محنت کے حسین امتزاج کی پیداوار ہے، جس کا جغرافیائی مرکز ایشیا ہے اور تجارت کا نمونہ پیداوار سے زیادہ کھپت کی تقسیم سے بنتا ہے۔ برآمد کنندہ ممالک کے لیے چائے زرمبادلہ اور روزگار کا ذریعہ ہے، جب کہ پاکستان جیسے درآمد کنندگان کے لیے یہ تجارتی خسارے کی ایک وجہ بھی ہے۔ مستقبل میں معیار، برانڈنگ اور موسمی مطابقت ہی اس تجارت میں کامیابی کا فیصلہ کریں گے۔

سوال نمبر 3: تمباکو کی عالمی پیداوار، پاکستان میں کاشت اور تجارت (20 نمبر)

سوال نمبر 3: تمباکو کی عالمی پیداوار، پاکستان میں کاشت اور تجارت کا جائزہ پیش کریں۔

تعارف

تمباکو دنیا کی متنازع ترین مگر معاشی طور پر اہم ترین فصلوں میں سے ایک ہے۔ یہ پودا امریکہ سے دنیا میں پھیلا اور سولہویں صدی کے بعد یورپ و ایشیا کی تجارت کا حصہ بنا۔ آج تمباکو کی عالمی صنعت اربوں ڈالر کی ہے، بڑی چند ملکی کمپنیاں اس پر قابض ہیں، حکومتیں اس سے بھاری محصولات حاصل کرتی ہیں اور ساتھ ہی صحت کے شدید نقصانات کی وجہ سے اس کے خلاف عالمی مہم بھی چل رہی ہے۔ یہ دوہرا کردار تمباکو کے کاشتکار کو خاص طور پر دلچسپ بناتا ہے۔ اس جواب میں تمباکو کی کاشت کے حالات، عالمی پیداوار کے بڑے ممالک، پاکستان میں اس کی کاشت و صنعت اور تجارت کے رجحانات و مسائل کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

کاشت کے حالات اور اقسام

تمباکو کے لیے گرم آب و ہوا، پالے سے پاک موسم اور مناسب نمی درکار ہے۔ اوسط درجہ حرارت تقریباً بیس سے تیس ڈگری سینٹی گریڈ موزوں ہے؛ بارش معتدل ہونی چاہیے اور پتوں کی پختگی کے زمانے میں خشکی فائدہ مند ہوتی ہے۔ ہلکی، بھربھری اور اچھی نکاسی والی مٹی پتوں کے معیار کے لیے بہتر ہے، کیونکہ بھاری گیلی مٹی سے ذائقہ متاثر ہوتا ہے۔ نرسری میں پنیری تیار کر کے کھیت میں منتقلی کی جاتی ہے اور پتوں کی چنائی و کیورنگ (خشکائی و تیاری) انتہائی احتیاط مانگتی ہے۔ اقسام میں ورجینیا تمباکو سگریٹ کے لیے سب سے اہم ہے، برلے ہلکا اور مرکب میں استعمال ہوتا ہے، اور اینٹل خوشبودار ہوتا ہے، جب کہ دیسی اقسام مقامی استعمال، حقے اور نسوار وغیرہ کے لیے اگائی جاتی ہیں۔ کیورنگ کے طریقے — گرم ہوا، دھوپ یا دھواں — حتمی معیار اور قیمت طے کرتے ہیں۔

عالمی پیداوار

چین دنیا کا سب سے بڑا تمباکو پیدا کرنے والا ملک ہے اور اس کی پیداوار کا بڑا حصہ اندرون ملک استعمال ہوتا ہے۔ برازیل بڑا پروڈیوسر اور پتی (لیف) کا سب سے بڑا برآمد کنندگان میں سے ہے۔ بھارت پیداوار و برآمد دونوں میں نمایاں ہے، امریکہ کی ورجینیا و کینٹکی پیداوار معیار کے لیے مشہور ہے، جب کہ زمبابوے، ملاوی اور موزمبیق جیسے افریقی ممالک کے لیے تمباکو برآمدی آمدنی کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ انڈونیشیا اور ترکی بھی اہم ہیں۔ عالمی نمونے کی خاص بات یہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں سگریٹ نوشی کم ہونے

سے وہاں کاشت گھٹ رہی ہے، جب کہ کمپنیاں پیداوار ترقی پذیر ممالک منتقل کر رہی ہیں؛ اس سے میزبان ممالک کو آمدنی تو ملتی ہے مگر صحت و ماحول کے اخراجات بھی انہی کو اٹھانے پڑتے ہیں، جن میں جنگلات کی کٹائی (کیورنگ کے ایندھن کے لیے) نمایاں ہے۔

پاکستان میں کاشت اور صنعت

پاکستان میں تمباکو کی منظم کاشت کا مرکز خیبر پختونخوا ہے، خصوصاً صوابی، مردان، چارسدہ، نوشہرہ اور بونیر کے اضلاع، جہاں کی آب و ہوا اور مٹی ورجینیا تمباکو کے لیے موزوں پائی گئی۔ پنجاب اور سندھ کے بعض علاقوں میں دیسی اقسام بھی اگتی ہیں۔ پاکستان ٹوبیکو بورڈ اس شعبے کی نگرانی اور ترقی سے متعلق ادارہ ہے۔ صنعت میں دو بڑی سگریٹ ساز کمپنیاں غالب ہیں، ان کے علاوہ خریداری کے مراکز، کیورنگ بھٹے اور تھریشنگ پلانٹس کا جال موجود ہے۔ حکومت کو ایکسائز ڈیوٹی اور ٹیکسوں سے سالانہ خطیر آمدنی حاصل ہوتی ہے، ہزاروں کاشتکار خاندان اور مزدور اس سے جڑے ہیں اور تمباکو و سگریٹ کی کچھ برآمد بھی ہوتی ہے۔ تاہم کم قیمت کاشتکار کو قیمت کے تعین میں کمزور پوزیشن، کمپنیوں کی خریداری پالیسیوں پر شکایات، صحت کے اخراجات اور تمباکو کنٹرول کے عالمی فریم ورک کی ذمہ داریاں شامل ہیں۔ ان مسائل کے باوجود متبادل فصلوں کی مناسب منڈی اور معاوضے کے بغیر اچانک پابندی کاشتکار معیشت کو نقصان پہنچا سکتی ہے، اس لیے متوازن و تدریجی پالیسی پر زور دیا جاتا ہے۔

تجارت کا جائزہ

تمباکو کی تجارت دو سطحوں پر ہوتی ہے: خام پتی کی تجارت اور تیار مصنوعات یعنی سگریٹ وغیرہ کی تجارت۔ پتی کی تجارت میں برازیل، بھارت اور زمبابوے برآمد کنندہ اور چین، یورپ و امریکہ کے کارخانے خریدار ہیں۔ سگریٹ کی تجارت پر چند بین الاقوامی کمپنیوں کا غلبہ ہے۔ قیمتوں کا انحصار پتی کے درجے، خوشبو اور نکوٹین کی مقدار پر ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں تمباکو نوشی کے خلاف قوانین، سادہ پیکنگ، اشتہار بندی اور بھاری ٹیکسوں سے طلب دب رہی ہے، جب کہ متبادل مصنوعات کا شعبہ بھی ابھر رہا ہے۔ پاکستان کی تجارت میں درآمدی سگریٹ و خام مال اور برآمدی پتی و سگریٹ دونوں موجود ہیں، مگر خالص تجارتی فائدے کا حساب لگاتے وقت صحت پر عوامی اخراجات کو بھی شمار کرنا ضروری ہے؛ یہی جامع جائزہ اس فصل کی اصل تصویر دیتا ہے۔

تمباکو کے ماحولی و سماجی پہلو اور متبادل فصلیں

تمباکو کے جائزے میں ماحولی پہلو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کیورنگ کے لیے لکڑی جلانے سے ان علاقوں میں جنگلات پر دباؤ پڑتا ہے جہاں پہلے ہی درخت کم ہیں، اور تمباکو کی کاشت مٹی سے غذائی اجزا تیزی سے کھینچتی ہے جس سے زمین کی زرخیزی گھٹتی ہے۔ کیڑے مار ادویات کا زیادہ استعمال کسان کی صحت اور پانی کے ذرائع دونوں کو متاثر کرتا ہے۔ سماجی طور پر سگریٹ نوشی سے پیدا بیماریوں کا علاج خاندانی بجٹ اور سرکاری صحت نظام پر بھاری بوجھ ہے۔ اسی پس منظر میں متبادل فصلوں کی بحث اہم ہے: انہی علاقوں میں سبزیات، پھل، زیتون اور اعلیٰ قیمت والی دیگر فصلوں کے تجربات حوصلہ افزا رہے ہیں، مگر کامیابی کی شرط یقینی خرید، کولڈ اسٹوریج اور منڈی تک رسائی ہے، کیونکہ تمباکو کی بڑی کشش اس کی طے شدہ خرید اور پیشگی معاونت کا نظام ہے۔ پالیسی سازوں کے لیے سبق یہ ہے کہ تبدیلی اسی وقت کامیاب ہوتا ہے جب وہ تمباکو جتنا ہی آسان و محفوظ معاشی راستہ پیش کرے۔ یہ جامع نقطہ نظر تمباکو کو محض فصل نہیں بلکہ پورے نظام کے طور پر دیکھنا سکھاتا ہے۔

نتیجہ

نتیجتاً تمباکو معاشی اہمیت اور صحت کے نقصان کے درمیان کھڑی فصل ہے۔ عالمی پیداوار کا مرکز چین، برازیل، بھارت اور افریقہ کے چند ممالک ہیں، جب کہ پاکستان میں اس کا گڑھ خیبر پختونخوا ہے، جہاں اس سے روزگار، صنعتی سرگرمی اور محصولات جڑے ہیں۔ دانشمندانہ پالیسی یہی ہے کہ آمدنی کے فوائد تسلیم کرتے ہوئے صحت آگاہی، تدریجی متبادل فصلوں کی منڈی اور کاشتکار کے منصفانہ معاوضے کو ساتھ لے کر چلا جائے، تاکہ معیشت اور انسانی صحت دونوں کا تحفظ ہو سکے۔

سوال نمبر 4: جنگلاتی پیداوار اور وابستہ صنعتیں — خصوصاً کاغذ کی صنعت (20 نمبر)

سوال نمبر 4: جنگلاتی پیداوار اور اس سے وابستہ صنعتوں (خصوصاً کاغذ کی صنعت) پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

تعارف

جنگلات انسانی معیشت کے قدیم ترین وسائل میں سے ہیں۔ یہ صرف درختوں کا مجموعہ نہیں بلکہ لکڑی، ایندھن، رال، گوند، ربڑ، دواؤں کے پودے، پھل اور چرائی گاہ فراہم کرنے والا مکمل نظام ہے، اور ساتھ ماحولی توازن، بارش کے چکر اور زمین کو کٹاؤ سے بچانے کا ذریعہ بھی۔ دنیا کے جنگلات بڑے پیمانے پر استوائی برساتی، معتدل پت جھڑ و مخروطی اور نیم خشک خطوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہر قسم کی اپنی مخصوص پیداوار ہے۔ صنعتی انقلاب کے بعد جنگلاتی پیداوار پر مبنی صنعتیں، خصوصاً فرنیچر، پلائی وڈ، ماچس اور کاغذ، عالمی تجارت کی اہم اشیا بن گئیں۔ اس نوٹ میں جنگلاتی پیداوار کی اقسام، اہم خطے، وابستہ صنعتیں اور خصوصاً کاغذ کی صنعت کا تفصیلی بیان پیش کیا جائے گا، ساتھ غیر متوازن استحصال کے نتائج اور تحفظ کی ضرورت بھی اجاگر کی جائے گی۔

جنگلاتی پیداوار کی اقسام

جنگلاتی پیداوار کو دو بڑے حصوں میں بانٹا جاتا ہے۔ بڑی پیداوار میں تعمیراتی لکڑی، فرنیچر کی لکڑی، ایندھن کی لکڑی اور چارکوئل، اور کاغذ و پلاسٹک بورڈ کے لیے گودا (پلپ) شامل ہے۔ ساگوان، دیودار، صنوبر، شیشم اور مہاگنی قیمتی لکڑیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ چھوٹی یا ثانوی پیداوار میں رال و تارپین، گوند، کھیر سے کتھا، لاکھ، شہد، دوائی پودے، بانس، سرکنڈا اور جنگلی پھل شامل ہیں جن سے دیہی آبادی کا روزگار بڑے پیمانے پر جڑا ہوتا ہے۔ دنیا کے بڑے جنگلاتی خطوں میں جنوبی امریکہ کا ایمازون، افریقہ کا کانگو بیسن، جنوب مشرقی ایشیا کے برساتی جنگلات اور روس و کینیڈا کے وسیع مخروطی جنگلات (ٹائیگا) شامل ہیں۔ نرم لکڑی کی عالمی تجارت کا بڑا حصہ مخروطی جنگلات سے آتا ہے کیونکہ یہ یکساں معیار اور بڑے رقبے کی وجہ سے مشینی کٹائی کے لیے موزوں ہیں۔

وابستہ صنعتیں

جنگلات سے وابستہ صنعتوں میں لکڑی چیرنے (سا ملز) اور فرنیچر سازی سب سے قدیم ہے؛ پلائی وڈ اور پارٹیکل بورڈ نے باقی ماندہ لکڑی کو بھی کارآمد بنا دیا ہے۔ ماچس، کھیلوں کا سامان، رال و تارپین، خوشبودار تیل اور دواسازی کی صنعتیں ثانوی پیداوار پر چلتی ہیں۔ ربڑ اور لاکھ جیسی پیداوار نے بھی الگ صنعتیں بنائی ہیں۔ ان صنعتوں کی خاصیت یہ ہے کہ یہ جنگلات کے قریب قائم ہوں تو نقل و حمل کی لاگت کم رہتی ہے، مگر خام مال ختم ہونے پر صنعتیں بند یا منتقل ہو جاتی ہیں، اس لیے جدید انتظام میں شجر کاری کے فارم اور

پائیدار کٹائی یعنی ہر سال اتنی ہی کٹائی جتنی نئی افزائش ہو، کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ سکینڈے نیویا اور کینیڈا کے تجربات بتاتے ہیں کہ سائنسی انتظام سے جنگل بھی باقی رہتا ہے اور صنعت بھی چلتی رہتی ہے۔

کاغذ کی صنعت — خصوصی مطالعہ

کاغذ کی صنعت جنگلاتی پیداوار کی سب سے بڑی صارف ہے۔ اس کا خام مال نرم لکڑی کا گودا ہے، جس میں بانس، گھاس، پرانا کاغذ اور کپاس کے ریشے بھی شامل ہوتے ہیں۔ عمل کے مراحل میں لکڑی کے ٹکڑوں کو کیمیائی یا میکانی طریقے سے گودے میں بدلنا، صاف کرنا، شیٹ بنانا اور خشک و ہموار کرنا شامل ہے۔ اس صنعت کو وافر پانی، سستی بجلی اور بڑا سرمایہ درکار ہوتا ہے، اس لیے بڑے کاغذ کارخانے عام طور پر جنگلات، دریا اور توانائی کے قریب واقع ہوتے ہیں۔ بڑے پروڈیوسر ممالک میں چین، امریکہ، جاپان، جرمنی، کینیڈا، سویڈن اور فن لینڈ شامل ہیں؛ کینیڈا نیوز پرنٹ یعنی اخباری کاغذ کی برآمد میں تاریخی طور پر سرفہرست رہا ہے۔ پاکستان میں کاغذ و بورڈ کی صنعتیں زیادہ تر درآمدی گودے اور مقامی ری سائیکل شدہ کاغذ پر چلتی ہیں، کیونکہ مقامی جنگلات کا رقبہ کم (ملکی رقبے کا پانچ فیصد سے بھی کم) ہے۔ ڈیجیٹل دور میں اخباری کاغذ کی طلب گھٹی ہے مگر پیکیجنگ اور ٹشو کاغذ کی طلب بڑھ گئی ہے، اس لیے صنعت کا رخ بھی بدل رہا ہے۔ ماحولی اعتبار سے ری سائیکلنگ اور مصدقہ پائیدار جنگلات سے گودا لینا اب اس صنعت کی بقا کی شرط بن چکا ہے۔

جدول 2: جنگلاتی پیداوار اور ان کی صنعتیں

وابستہ صنعت	اہم ذرائع / خطے	پیداوار
ساحل، فرنیچر، تعمیرات	دیودار، صنوبر؛ مخروطی جنگلات	تعمیراتی لکڑی
کاغذ، بورڈ، نیوز پرنٹ	نرم لکڑی، بانس	گودا (پلپ)
تارپین، وارنش، دواسازی	چیڑ، کیکر، لاکھ کیڑا	رال، گوند، لاکھ
گھریلو و دیہی توانائی	نیم خشک جنگلات	ایندھن لکڑی و چارکول
دستکاری، کاغذ، تعمیر	جنوبی و جنوب مشرقی ایشیا	بانس و سرکنڈا

پاکستان کے جنگلات اور کاغذ — مختصر جائزہ

پاکستان میں جنگلات کا رقبہ بین الاقوامی معیار سے بہت کم ہے، جس کے اسباب میں خشک آب و ہوا، ایندھن کی طلب، آبادی کا دباؤ اور غیر قانونی کٹائی شامل ہیں۔ اہم جنگلات میں شمالی پہاڑوں کے مخروطی جنگلات (دیودار، چیڑ وغیرہ)، سندھ و پنجاب کے دریائی (بیلا) جنگلات، بلوچستان کے صنوبر (جونیپر) کے قدیم جنگلات اور ساحلی مینگرووز نمایاں ہیں۔ مینگرووز مچھلیوں کی افزائش، ساحلی کٹاؤ کی روک تھام اور طوفانوں سے تحفظ میں غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں۔ کاغذ کے شعبے میں پاکستان کی صنعتیں زیادہ تر کراچی، لاہور اور فیصل آباد کے اطراف ہیں اور خام مال کے لیے درآمدی گودا، مقامی گنا بھوسہ (بگاس) اور ری سائیکل شدہ کاغذ استعمال کرتی ہیں۔ اخبارات و تعلیمی کتب کی طلب مستقل ہے، جب کہ پیکیجنگ بورڈ کی طلب ای کامرس کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ ماہرین کی سفارش ہے کہ فارم فارسٹری کے ذریعے کاشتکاروں کو سفیدہ و شیشم جیسی تیز رفتار اقسام کی کاشت پر ترغیب دی جائے تاکہ صنعت کو مقامی خام مال ملے اور درآمد پر انحصار گھٹے، البتہ زیرِ زمین پانی پر اثرات کو مدِ نظر رکھ کر انسام کا انتخاب دانشمندی سے کیا جائے۔

ضیاع، تحفظ اور نتیجہ

جنگلات کے ضیاع کے اسباب میں زرعی توسیع، ایندھن کی طلب، غیر قانونی کٹائی، آگ اور شہری پھیلاؤ شامل ہیں۔ اس کے نتائج مٹی کا کٹاؤ، سیلابوں میں اضافہ، بارش کے نظام میں خلل اور حیاتیاتی تنوع کا خاتمہ ہیں۔ پاکستان جیسے کم جنگلاتی رقبے والے ملک کے لیے شجر کاری مہمات، سماجی جنگلات (فارم فارسٹری) اور موجودہ جنگلات کا تحفظ قومی ترجیح ہونا چاہیے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جنگلاتی پیداوار معیشت و ماحول دونوں کی بنیاد ہے؛ اس سے وابستہ صنعتیں، خصوصاً کاغذ کی صنعت، اسی وقت پائیدار رہ سکتی ہیں جب کٹائی کے ساتھ ازسرِنو جنگل کاری اور ری سائیکلنگ لازم قرار دی جائے۔ وسیلے کو آمدنی کا ذریعہ سمجھ کر اس کی جڑ کاٹنا معاشی خودکشی کے مترادف ہے۔

سوال نمبر 5: پاکستان میں گلہ بانی — جغرافیائی تقسیم، مقاصد اور معاشی اہمیت (20 نمبر)

سوال نمبر 5: پاکستان میں گلہ بانی کی جغرافیائی تقسیم، مقاصد اور معاشی اہمیت پر بحث کریں۔

تعارف

گلہ بانی سے مراد گھاس اور چراگاہوں پر مویشی پالنے کا وہ نظام ہے جس میں دودھ، گوشت، اون، کھال اور دیگر مصنوعات کے لیے جانوروں کے ریوڑ رکھے جاتے ہیں۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے جس کے بڑے حصے خشک، نیم خشک اور پہاڑی ہیں جہاں فصل اگانا مشکل مگر مویشی پالنا ممکن ہے؛ اسی لیے گلہ بانی یہاں کی دیہی معیشت کا قدیم اور مضبوط ستون ہے۔ قومی معیشت میں لائیو اسٹاک کا شعبہ زرعی ویلیو ایڈیشن کا بڑا حصہ فراہم کرتا ہے اور کروڑوں خاندان براہ راست یا بلاواسطہ اس سے جڑے ہیں۔ گلہ بانی کی شکلیں خانہ بدوشی، نیم خانہ بدوشی، موسمی منتقلی (ٹرانس ہیومینس) اور مستقر یعنی ایک جگہ قیام کر کے پالنے تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اس سوال میں پاکستان میں اس کی جغرافیائی تقسیم، اس کے مقاصد اور معاشی اہمیت پر تفصیلی بحث کی جائے گی۔

جغرافیائی تقسیم

بلوچستان گلہ بانی کا سب سے بڑا خطہ ہے؛ اس کی خشک و نیم خشک چراگاہوں میں بھیڑ اور بکریاں بڑی تعداد میں پالی جاتی ہیں اور کئی قبائل موسمی منتقلی کرتے ہیں۔ سندھ میں تھرپارکر کا صحرا اونٹ، گائے اور بکریوں کے لیے مشہور ہے، جب کہ کیرتھر کے پہاڑی سلسلے میں بھی ریوڑ رکھے جاتے ہیں۔ پنجاب میں چولستان کا صحرا، تھل، پوٹھوہار کی بنجر اراضی اور دریائی کچے کے علاقے اہم ہیں؛ چولستان کی راٹھی و چولستانی گائے اور بھیڑ بکریاں خاص پہچان رکھتی ہیں۔ خیبر پختونخوا میں ڈیرہ اسماعیل خان، بنوں، کوہاٹ اور سابق قبائلی اضلاع کے نیم خشک علاقے، اور چترال و سوات کی وادیاں شامل ہیں۔ شمالی خطے یعنی گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر میں بلند چراگاہوں (الپائن میڈوز) میں گرمیوں میں یاک، بھیڑ بکریاں چرائی جاتی ہیں اور سردیوں میں ریوڑ نیچے وادیوں میں لائے جاتے ہیں۔ اس تقسیم کا اصول واضح ہے: جہاں بارش کم یا زمین بنجر و پہاڑی ہے، وہاں فصلیں کم اور گلہ بانی زیادہ ہے، کیونکہ جانور بہت بڑے رقبے کی بکھری گھاس کو دودھ و گوشت میں بدل دیتے ہیں۔

گلہ بانی کے مقاصد

- خوراک کی فراہمی: دودھ، دہی، مکھن، گھی اور گوشت انسانی خوراک کے پروٹین و توانائی کا بڑا ذریعہ ہیں؛ دیہی خاندان کی روزانہ پروٹین کی زیادہ تر مقدار اسی سے پوری ہوتی ہے۔

- نقد آمدنی اور بچت: جانور دیہی خاندان کے لیے چلتا پھرتا بینک ہیں؛ ضرورت کے وقت فروخت کر کے شادی، بیماری یا فصل کے اخراجات پورے کیے جاتے ہیں، اور عید الاضحیٰ جیسے مواقع پر بڑی منڈی بنتی ہے۔
- صنعتی خام مال: اون سے قالین و کمبل، کھالوں سے چمڑے کی بڑی برآمدی صنعت، بالوں، ہڈیوں اور سینگوں سے ثانوی مصنوعات بنتی ہیں؛ اونٹ و گدھے وغیرہ بار برداری کا کام بھی دیتے ہیں۔
- زرعی معاونت: بیل ہل چلانے اور گوبر کھاد و ایندھن کے لیے استعمال ہوتا ہے؛ مخلوط کاشتکاری میں فصل و مویشی ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں اور خطرات تقسیم ہو جاتے ہیں۔
- سماجی و ثقافتی مقام: کئی علاقوں میں مویشیوں کی ملکیت سماجی وقار اور مہمان نوازی کی بنیاد ہے، اور خانہ بدوش برادریوں کی پوری ثقافت اسی پیشے کے گرد گھومتی ہے۔

معاشی اہمیت

گلہ بانی پاکستان کی معیشت میں کئی طرح سے اہم ہے۔ یہ شعبہ ملک کی دودھ کی پیداوار کو دنیا کے بڑے پروڈیوسروں میں شامل کرتا ہے، گوشت و لائیو جانوروں کی برآمد سے زرمبادلہ آتا ہے اور چمڑے و اون کی صنعتیں اس پر ٹکی ہیں۔ خشک خطوں میں جہاں کوئی اور روزگار ممکن نہیں، یہی واحد ذریعہ معاش ہے، اس لیے اس کی علاقائی اہمیت قومی اوسط سے کہیں زیادہ ہے۔ خواتین کی بڑی تعداد مویشیوں کی دیکھ بھال میں شریک ہو کر خاندانی آمدنی میں کردار ادا کرتی ہے۔ مسائل میں چراگاہوں کا حد سے زیادہ استعمال و خرابی، پانی کی کمی، بیماریاں، نسل کی بہتری کی کمی اور منڈی تک رسائی کی دشواری شامل ہیں۔ حل کے لیے چراگاہوں کا سائنسی انتظام، ویٹرنری خدمات کی توسیع، ٹھنڈی زنجیر (کول چین) سے دودھ کی مارکیٹنگ اور کوآپریٹو نظام مضبوط کرنا تجویز کیا جاتا ہے۔ اگر یہ اصلاحات ہوں تو گلہ بانی خشک خطوں کی غربت کم کرنے کا سب سے مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے۔

گلہ بانی کی جدید شکلیں اور مسائل کا حل

روایتی گلہ بانی کے ساتھ اب نیم مستقر اور تجارتی شکلیں بھی ابھر رہی ہیں: بڑے شہروں کے گرد و نواح میں کالونی نظام کے تحت بھینسوں کے باڑے، فیڈ لاٹ میں گوشت کے لیے جانور موٹا کرنا، اور کوآپریٹو دودھ جمع کرنے کے مراکز اس کی مثالیں ہیں۔ یہ تبدیلی بڑھتی شہری طلب کو پورا کرتی ہے مگر اس سے چراگاہی نظام کو بھی سہارا درکار ہے کیونکہ ملک کے زیادہ تر جانور اب بھی دیہی وچراگاہی بنیاد پر پلتے ہیں۔ مویشیاتی تبدیلی اس شعبے کے لیے بڑا چیلنج ہے: بارشوں کے بدلتے نمونے، قحط کے بڑھتے دور اور گرمی کی شدت ریوڑوں کو متاثر کرتی ہے؛ دو ہزار بائیس کے سیلاب میں لاکھوں مویشیوں کا نقصان اس کی تلخ مثال ہے۔ حل کی سمت میں قبل از وقت وارننگ نظام، خشک سالی میں چارے کے ذخائر، جانوروں کی انشورنس اور موبائل ویٹرنری خدمات شامل ہیں۔ اس کے ساتھ نسلی بہتری کے لیے مقامی نسلوں کے تحفظ کو بھی اہم سمجھا جاتا ہے، کیونکہ مقامی نسلیں سخت موسم و بیماریوں کے مقابلے میں زیادہ مزاحم ہوتی ہیں۔ اگر تحقیق، خدمات اور منڈی کی اصلاحات یکجا کر دی جائیں تو گلہ بانی محض گزارے کا ذریعہ نہیں بلکہ برآمدات بڑھانے والا جدید شعبہ بن سکتا ہے۔

حاصلِ بحث کا اضافہ

یہ بھی یاد رہے کہ گلہ بانی کا رشتہ پاکستانی ثقافت سے گہرا ہے: دودھ ولسی کی مہمان نوازی، اون کے قالینوں کی دستکاری اور قربانی کے جانوروں کی بڑی منڈی اسی نظام کی شاخیں ہیں۔ موسم سرما میں شمالی چراگاہوں سے جنوب کی طرف اور گرمیوں میں واپسی کی منتقلی صدیوں پرانا نظام ہے جو اب سڑکوں و آبادی کے پھیلاؤ سے متاثر ہو رہا ہے؛ چراگاہی راستوں کا تحفظ اس لیے بھی پالیسی کا حصہ ہونا چاہیے۔

نتیجہ

خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان میں گلہ بانی کی جغرافیائی تقسیم قدرتی حالات کی منطق پر ہے: بلوچستان، تھر، چولستان، پوٹھوہار اور شمالی بلند وادیاں اس کے مراکز ہیں۔ اس کے مقاصد خوراک، آمدنی، خام مال اور زرعی معاونت تک پھیلے ہوئے ہیں اور اس کی معاشی اہمیت روزگار، برآمدات اور غذائی تحفظ تینوں اعتبار سے قومی سطح کی ہے۔ اس شعبے کی ترقی دراصل پاکستان کے سب سے پسماندہ خطوں کی ترقی ہے، اس لیے پالیسی میں اسے فصل پروری کے برابر مقام دینا وقت کی ضرورت ہے۔